© rasailojaraid.com

کے برہما کیلئے The.Creator یا وشنو کے لیے The. Preserver کیا جاتا ہے یعنی اس طرح ان کے ذہن میں کسی نہ کسی صورت میں سپریم گاڈ کا ارفع واعلیٰ تصور موجود ہوتا ہے جو کہ توحید کو متضمن ہوتا ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو لفظ اللہ خالص عربی زبان کا لفظ ہے، اور عربی زبان کی ابتدائی شکل حضرت اسمٰعیل کے زمانے میں وجود پذیر ہوتی ہے مگر ان سے پہلے حضرت آدم سے لیکر حضرت ابراہیم تک اللہ کو کس نام سے پکارا جاتا ہوگا؟ پھر ہر زبان کا اپنا ایک حسن ہوتا ہے اور وہ زبان بولنے والا اپنی عقیدتوں اور محبتوں کے مرکز کیلئے اپنی زبان میں کوئی لفظ ایجاد یا منتخب کر لیتا ہے تو وہ لفظ دیگر معانی دینے کے باوجود اسی **معبود فی الذہن** کیلئے ہی معنون ہوتا ہے جیسے لفظ خدا کئی معانی دینے کے باوجود بھی بولا جاتا ہے تو ۹۹ فیصد لوگوں کے ذہنوں میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے، بلکہ یہ لوگ لفظ خدا کے دیگر معانی سے واقف ہی نہیں ہوتے، بہر حال یہ مقالہ درج ذیل پیراگراف کے بغیر ہوتا تو بہت ہی بہتر ہوتا:

''اللہ مالک ومختار کے ہوتے ہوئے اس کے رسول کو سرور کائنات اور حضرت (حاضر وناظر) قرار دینے والے مؤمن، اللہ کا غلام (عبداللہ) ہوتے ہوئے خود کو رسول کی غلامی میں دینے والے مؤمن، اللہ کو انت مولٰنا یعنی (اے اللہ) تو ہی ہمارا مولیٰ (رب) ہے۔ (بقرہ آیت ۲۸۶) کہنے کے باوجود علی کو مولائے کل، مولائے کائنات اور باورنیش مولوی ومفتی حضرات کو مولانا کے نام سے خطاب کرنے والے بھی مؤمن، لیکن اللہ کو عام فہم لفظ ''خدا'' کہنے والے مشرک؟ یہ کیا اندھیر ہے''

ایسی امثلہ پیش کرنے سے ایک محقق کو گریز کرنا چاہیے جس سے فرقہ واریت کو ہوا ملتی ہو، نیز محقق کا اپنے معتقدات کی طرف جھکاؤ، تحقیق کو غیر جانبدار نہیں رکھ سکتا، بلاشبہ علماء کرام نے لفظ خدا پر تحقیقی زاویے سے بہت کچھ تحریر کیا ہے مگر انہوں نے ذات واجب الوجود کیلئے لفظ اللہ کے استعمال کو مستحسن اور لفظ خدا کو حسن قرار دیا ہے، بہر حال یہ کتاب اچھی اعلیٰ کاغذ پر بغیر نامکمل کے شائع کیا گیا ہے، اگرچہ قیمت کچھ زیادہ ہے پھر بھی اہل علم کیلئے مفید ہے قارئین اسے ضرور پڑھیں۔

نام کتاب	شیخ عبدالحق دہلوی (موضوعاتی مطالعہ)
تحقیق کار	ڈاکٹر محمد یونس قادری
صفحات	۵۰۷
سن اشاعت	اپریل ۲۰۰۷
قیمت	۳۵۰
ناشر	مکتبہ الحق کراچی

زیر نظر تحقیقی مقالہ، ڈاکٹر محمد یونس قادری کی وہ تحقیقی کاوش ہے جس پر انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی گئی ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی کی عمروں میں دس گیارہ سال کا فرق ہے، اور ان دونوں حضرات نے ہندوستان کے بادشاہ جلال الدین اکبر کا زمانہ پایا تھا، اکبر کی روشن خیالی اور مذاہب انضمامی جیسی کوششوں میں دونوں حضرات رکاوٹ بن گئے تھے، شیخ عبدالحق اگرچہ مجدد الف ثانی کی طرح میدان میں مقابل نہیں ہوئے تھے لیکن میدان کو خالی بھی نہیں چھوڑا تھا، ناصحانہ اور مثبت انداز میں کسی کو نشانہ بنائے بغیر خطوط ورسائل کے ذریعے احقاق حق فرماتے رہے، مگر یہ کہیں ثابت نہیں ہے کہ شیخ کا کوئی مکتوب اکبر بادشاہ کو بھی ملا تھا۔

زیر نظر کتاب میں شیخ محقق کی مختلف جہتوں کا احاطہ کیا گیا ہے مگر حق انصاف ادا نہیں کیا گیا۔ شیخ کی کتابوں سے جو پیراگراف نقل کیے گئے ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو بمشکل ستر اسی صفحات بنیں گے، مثال کے طور پر تمہید سے لیکر باب اول کے فصل دوم کے اختتام یعنی ص ۹۰ تک دو مختلف مقامات پر شیخ کے صرف دو پیراگراف نقل کیے گئے ہیں جو کہ ایک صفحہ سے بھی کم ہیں البتہ پانچ مرتبہ صرف شیخ کا نام تحریر کیا گیا ہے۔

ص ۹۰ سے لیکر ۱۳۷ تک شیخ کی ولادت، رشتہ داریاں، ننھیال، تعلیم وتربیت نکاح، مشغلہ، بیعت، وفات، مقبرہ، خلفاء، اساتذہ، تلامذہ اور معاصرین کے اجمالی وتفصیلی حالات اور شیخ کے ان کے ساتھ تعلقات کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔ اسی حصے میں شیخ کی اولاد واحفاد مع ان کی تصانیف کا تفصیلی ذکر ہے، اسکے بعد شیخ کی تصانیف اور ان کے عنوانات کا احاطہ کیا گیا ہے، ص ۱۱۹ سے ص ۱۳۷ تک سات خانوں میں منقسم جدول میں ۹۵ مطبوعہ، ۳۸ غیر مطبوعہ اور ایک نامعلوم، مجموعی طور پر ۱۳۴ تصانیف وتالیف، کراسات ورقعات کی فہرست مہیا کی گئی ہے، مگر خانہ ۵ اور ۶ کہ کس میں عدد تحریر ہے اور کوئی خالی ہے، یہ خانے کس حوالے سے ہیں اگر لکھ دیا جاتا تو تشنگی دور ہو جاتی۔

یعنی ابتدائی ۱۵۷ صفحات شیخ کے فکر وفلسفہ اور تعلیمات سے تہی دامن ہیں جبکہ ۱۳۱ صفحات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات، کتابیات اور اشاریہ کے لیے وقف ہیں۔ اسی طرح مقالہ کی تلخیص یعنی حاصل کلام اور خلاصہ بحث کیلئے ۲۴ صفحات وقف ہیں گویا شیخ کے فکر و فلسفہ اور تعلیمات پر مشتمل اصل کتاب ۱۹۵ صفحات بنتی ہے جس میں شیخ کو منقول عبارتوں کا حجم یا ضخامت ستر یا اسی صفحات پر مشتمل ہوگا۔

باب دوم فصل اول کو ''شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا سیاسی فلسفہ'' کا نام دیا گیا ہے مگر اس میں ''معاصر دور کی خرابیوں کا سدباب'' کے زیر عنوان معاشرتی و انتظامی خرابیوں کے بجائے عقائدی خرابیوں کو بنیاد بنایا گیا ہے اور درج ذیل عنوانات، علماء کی اصلاح، صوفیاء کی اصلاح، وجودی، باطنی حشویہ، غیر معروف ریاضتیں، علم مصطفیٰ، اختیار و تصرف، حاضر و ناظر، حیات انبیاء، سماع موتی، توسل واستعانت، سفر زیارت روضہ مبارک، شفاعت، محفل میلاد، ایصال ثواب، مزارات پر گنبد اور عمارت بنانا نبی سایۂ رسول، معراج جسمانی جیسے معتقداتی عنوانات کا سیاسی فلسفے سے کیا تعلق بنتا ہے۔

تحقیق کار ص ۷۶ پر عقیدۂ رسالت کو ہندوستان کی تقسیم اور دو قومی نظریہ کی بنیاد قرار دیتے ہوئے جہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو دو قومی نظریہ کا بانی ٹھہراتے ہیں وہاں اس کی تان مولانا احمد رضا خان بریلوی پر ختم کرتے ہیں، اسی مذکورہ عنوان کے تحت حضرت شیخ کی جن گیارہ کتابوں کا شیخ کے سیاسی فلسفے کے حوالے سے تعارف کرایا گیا ہے ان میں سوائے رسالہ نوریہ سلطانیہ، رسالہ احادیث اربعین، اور تاریخ سلاطین ہند کے باقی کسی دوسری کتاب کا تعلق سیاسی فلسفے سے نہیں ہے بلکہ باقی آٹھ کتب حدیث، سیرت، فقہ، تصوف اور عقائد پر مشتمل ہیں، اسی طرح الکاتیب والرسائل میں اگرچہ ستر سے زیادہ مکتوبات ہیں مگر امراء سے متعلق بہت ہی کم ہیں، تحقیق کار نے تو اوراد و وظائف اور نماز، روزوں کی تعداد پر مشتمل کتاب ماثبت بالسنۃ کو بھی شیخ کے سیاسی فلسفے کی کتاب بنا دیا ہے البتہ باب دوم کے دیگر فصول میں شیخ کے نظریہ ریاست و حکومت، دینی و سیاسی اصطلاحات، نظریہ علم، نظریہ جہاد کی صحیح ترجمانی کی گئی ہے جبکہ نظریہ امت میں اولیاء، اقطاب، اوتاد، نجباء اور ابدالوں کی تقسیم اور خصائص امت بعد از وفات کی توضیح کا حق ادا نہیں کیا گیا، بہر حال کتاب خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ عمدہ کاغذ پر چھاپی گئی ہے اہل علم اس سے استفادہ کریں، یہ پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے، بہر حوالہ درست ہے البتہ قیمت کچھ زیادہ ہے۔

نام کتاب	مجلہ اسلامی تاریخ و ثقافت
مدیر	ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر
صفحات	حصہ اردو (۱۹۷)
	حصہ انگلش (۵۳)
سن اشاعت	نمبرا، ۲۰۰۷ء
قیمت	۲۰۰ روپے
ناشر	قرطاس بک پوسٹ
	نمبر ۸۴۵۳ کراچی یونیورسٹی

زیر نظر مجلہ شعبہ اسلامی تاریخ جامعہ کراچی کی ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر کی فعال ٹیم کا نیٹ ورک ہے جو کہ مختلف النوع ۱۸ اردو اور ۱۴ انگریزی مقالات و مضامین کا علمی و تحقیقی مجموعہ ہے، پہلا مقالہ ''محمد تغلق شاہ اور بنو عباس'' کے عنوان سے پروفیسر علی محسن صدیقی کا تحریر کردہ ہے جس میں موصوف نے خلافت کے حصول میں بنو عباس کے طریقۂ واردات کو مفصل اور محققانہ انداز میں تحریر کیا ہے، مقالہ کے مندرجات سے واضح ہوتا ہے کہ خود تراشیدہ روایات سے جس طرح منصب خلافت کو بصورت ملوکیت امت مسلمہ کیلئے ایمانیات کا درجہ دے دیا گیا تھا اگر ہلاکو اس مفلوج و مفلوک خلافت کا خاتمہ نہ کرتا تو شاید قیامت تک ہر آزاد خود مختار ریاست کو اس سے حکمرانی کی سند توثیق ضرور لینی ہوتی ...اسی حوالے سے محمد بن تغلق شاہ کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اس فرمانروا نے اپنے اقتدار کے تحفظ و توثیق کیلئے کس طرح کے اوچھے اور پست حربے آزمائے تھے، محمد شاہ نے جہاں جید ارباب علم و تقویٰ اور اصحاب عقل و دانش کو رسوا کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی وہاں بے دست و پا، مفلوج مصری بنو عباس خلیفہ سے اپنی حکمرانی کیلئے سند توثیق کے حصول کیلئے اس کے پست ذہنیت رویے تاریخ کا حصہ ہیں، پھر غیاث الدین محمد عباسی جیسے نان جویں کے محتاج بہروپیے کی حد درجہ کی عزت افزائی کا پس منظر بھی محمد بن تغلق کے رویوں کی عکاسی کرتا ہے، ۳۲ صفحات پر معلوماتی مقالہ محیط ہے۔

دوسرا مقالہ ''شاہان مغلیہ کے کتب خانہ کی لندن منتقلی'' ڈاکٹر معین الدین عقیل کا تحریر کردہ ہے، مقالے کا عنوان پڑھتے ہی مجھ پر ایک عجیب سکتے کی سی کیفیت طاری ہوگئی، کیونکہ شاہان مغلیہ کے کتب خانہ کی تباہی اور پس انداز کی لندن منتقلی اور پھر لندن میں دہلی کلیکشن کا ڈیڑھ صدی سے جوں کا توں پڑے رہنا واقعی ایک المیہ ہے مگر مجھ پر سکتہ یوں طاری ہوا کہ میری جنم بھومی ریاست بہاولپور کا شاہی کتب خانہ جو مغل شہنشاہوں کے (۱۵۲۶ تا ۱۷۴۸ء) جمع کردہ کتب خانہ سے بہت ہی وسیع تھا، اس کا نام و نشان تک مٹ گیا ہے، اگرچہ دہلی کلیکشن جیسے ذخیرۂ کتب کی تا حال فہرست، درجہ بندی، یا کیٹلاگ سازی نہیں ہوئی مگر یہ کلیکشن محفوظ تو ہے جبکہ بہاولپور کے شاہی کتب خانے میں کچھ بھی سلامت نہیں ہے، بہر حال تحقیق

© rasailojaraid.com